سچ

قیمت سالانہ سے
بیرون ہند ۸ شلنگ

قیمت ششماہی عہ
فی پرچہ ۱

نمبر ۲۴ | (۶۔ ذی الحجہ) سنہ ۱۳۴۴ھ (۱۸۔ جون) سنہ ۱۹۲۶ء | جلد ۲

سچی باتیں

حج کا موسم آگیا۔ دیارِ حبیب کی زیارت کی گھڑی آگئی۔ دیوانوں کے جوش جنون کے تازہ ہونے کا زمانہ آن لگا۔ بچھڑے ہوؤں کے ملنے کا وقت آپہونچا۔ جن جن کے نصیب میں تھا، وہ بار، جو ہر طرح کی بے سروسامانی کے اپنے دور دراز وطن سے چل کر، سخت گرمی کے موسم میں طویل سفر کی کلفتیں اٹھا کر، عرب کے تپاتے ہوئے آفتاب، حجاز کی جھلسا دینے والی لو، ریگستان کی تپتی ہوئی زمین، کو برداشت کرتے، امیر و غریب، لاکھوں کی تعداد میں، سب ایک ہی قسم کا لباس پہنے، سب ایک ہی چادر اوڑھے، اور ایک ہی تہمد باندھے، اپنے ایک ہی پیارے کی یاد میں، اپنے ایک ہی دولہا کی دھن میں، اُسی کا نام جپتے، اُسی کی بڑائی پکارتے، سعی و طواف، حج و زیارت میں مشغول ہیں۔ آپ کا شمار، اگر اِس سال کے ان خوش نصیبوں میں نہیں، تو کیا خدا نخواستہ، آپ کے دل میں بھی اسکے لیے کوئی طلب اور تڑپ، کوئی ذوق و شوق، کوئی جذبہ و ولولہ موجود نہیں؟

اگر طلب صادق رکھنے کے باوجود، اِس سال حاضری کی سعادت آپ نہ حاصل کر سکے، تو زیادہ غم نہ کیجیے۔ کم از کم، اپنی بستی میں تو اپنے ایمانی بھائیوں کے ساتھ، خانہ کعبہ کی جانب منہ کرکے، رب کعبہ کے آگے اپنا سر بہر حال جھکا ہی سکتے ہیں۔ وہ اپنے مکان پر، دکان کے ٹین کی چھتریاں تو شب و روز پکار ہی سکتے ہیں۔ خانۂ کعبہ کا معمار اول، دنیا کا یکا و یگانہ موحد، پروردگارِ عالم کا دوست، آپ ہی جیسا انسان تھا۔ اُسکی بڑی قربانی کی یاد منانے کو آج ساری دنیائے اسلام قربانیاں کر رہی ہے۔ جس خدائے توانا و برتر نے اُس کی قربانی کو حسن قبول عطا فرمایا، کیا وہ آپ کی قربانی کو قبول نہ کریگا؟ لیکن خود آپ بھی کبھی اپنی قربانی کو مقبول کرانے کی کوشش فرماتے ہیں؟ کیا قربانی محض ایک بے حقیقت رسم ہے، جو محض چند روپیہ کے خرچ سے ایک جانور خرید کرکے ذبح کر دینے سے پوری طرح ادا ہو جاتی ہے؟ کیا اللہ کے دوست کی قربانی، اسی رنگ، اسی درجہ کی تھی؟

"میری زندگی اور میری موت، سب کچھ پروردگارِ عالم ہی کے لیے ہے" یہ اُس کا قول تھا۔ اپنی پیاری اولاد کو خدا کی راہ میں چھری کے نیچے لے آنا، یہ اُس کا عمل تھا۔ آپ کا عمل اس عمل سے کوئی مناسبت رکھتا ہے؟ ایک مسلم وہ تھا، جو اولاد کے حلق پر چھری پھیر رہا تھا، ایک مسلم آپ ہیں کہ جب آپ سے کہا جاتا ہے کہ اپنی اولاد کو بجائے فرنگی تہذیب میں ڈھالنے کے، خدمت دین کے لیے تیار کیجیے، تو آپ ایسی تجویزوں کو تمسخر کے قابل سمجھتے ہیں۔ پھر آپ کو کوئی حق ہے، کہ آپ بھی اپنی قربانیوں کے قبول ہونے کی کوئی توقع قائم کر سکیں؟ قربانی کا موسم تو خاص ایثار و قربانی، بے نفسی و بے لوثی، خدمت و خلوص کے جذبات کی ترقی و بالیدگی کا ہونا چاہیے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے، کہ اپنے ہم وطنی بھائیوں کی نادانیوں کے جواب میں آپ بھی نادان بنے جاتے ہیں، اور ان کی ضد کا جواب اپنی

سے دینے لگتے ہیں؟ دین کے اہم مقصدوں، اور امت اسلامیہ کی وسیع مصلحتوں کے لیے تو آپ کو بڑی سی بڑی قربانیوں کے لیے تیار رہنا چاہیے، ذرا ان انتہائی جذبات کی قربانی، تو بہت ہی ہلکی قربانی ہے۔ کیا خدا نخواستہ آپ اتنی ہلکی قربانی کے لیے بھی آمادہ نہیں؟

قربانی کے متعلق ایک ضروری مسئلہ

کس درجہ حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ ایک پاکیزہ ترین رسم، جسکی بنیاد ہی محبت اور اخلاص پر رکھی گئی ہو، ہمارے دیس میں اب اُس کی آمد کا انتظار، جنگ و فساد، اور قتل و خونریزی کے تخیل کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جن مبارک دنوں میں ہم سب کو ابراہیم خلیل اللہ کی سنت کے مطابق سر تا پا اپنے آپ کو عاجزی و بیچارگی کی تصویر بنانا چاہیے، جن دنوں ہمارے دلوں میں صرف اُس بے نیاز مالک کی بارگاہ پر سر جھکانے کی تڑپ ہونی چاہیے، جن دنوں ہمارے دلوں کی توجہ کو اُن جانے والوں کی سمت مصروف ہونا چاہیے، جو نیکی و محبت کا احرام باندھ کر خدا کے گھر کا طواف کرنے گئے ہیں، افسوس ہے کہ ٹھیک اُنھیں دنوں میں اب کچھ زمانہ سے ہم سب کچھ کھو بیٹھتے ہیں۔ امن مفقود ہو جاتا ہے، محبت کی جگہ دشمنی آ جاتی ہے۔ خدمت و محبت کے شریف جذبات مٹ کر عداوت اور انتقام کے ملت کش جذبات اُبھر آتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس معاملہ میں تنہا ہماری نادانیاں نہیں شامل ہیں، ہمارے پڑوسی اور ہمسایہ بھی اپنی غلط اندیشیوں سے بہت کچھ فضا کو خراب کر دیتے ہیں، لیکن ہمارا فرض دوسروں کی نادانی اور غلط راستہ اختیار کرنے کی وجہ سے یہ نہیں ہو جاتا، کہ ہم بھی اُنکی طرح نادانیوں کا ایک ڈھیر جمع کر دیں۔ کم سے کم ہمیں اپنی نادانیاں تو ضرور کم کرنی چاہئیں۔ ہماری ذمہ داری جس قدر کم ہو اُتنا ہی بہتر ہے۔

قربانی کے بارے میں یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ اسلامی شریعت نے گائے کی قربانی روا رکھی ہے، کوئی شخص اسکے خلاف حکم شرعی نہیں صادر کر سکتا، اور نہ اس اجازت کو باطل ٹھہرا سکتا ہے، لیکن شرعی اختیار کی رُو سے ہم گائے، بکری، اونٹ میں سے کسی ایک کا اپنے مناسب حال انتخاب کر سکتے ہیں۔ فقہ کی تمام کتابوں میں تصریح کے ساتھ بکری کی قربانی کو گائے اور بعیر کی قربانی سے افضل بتایا گیا ہے۔ سو اگر ہمیں استطاعت ہے تو پھر ہم افضل کو کیوں چھوڑیں؟ اب رہا یہ مسئلہ کہ اقتصادی حیثیت سے گائے کی قربانی میں زیادہ آسانیاں ہیں۔ تو اسکے متعلق کم سے کم ایک صورت کو جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں پائی جاتی ہے، کیوں نہ اختیار کیا جائے کہ عموماً ایک ہی گھر میں کئی زندہ اور مردہ اشخاص کی طرف سے قربانیاں کیجاتی ہیں، اور اسکے لیے ایک ہی گائے میں مختلف شرکا، حصہ لگاتے ہیں، یہ صورت بکری میں بھی ممکن ہے۔ اور اس شرکت کے لیے سات ہی کی کوئی قید نہیں بلکہ ایک گھر کے تمام آدمیوں کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی ممکن ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کی پیروی کرنیوالے حضرات بھی اگر اقتصادی اسباب کی بنا پر اس شکل کو اختیار کریں، تو اُنپر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی۔ بیسیوں مسائل میں حالات کی نزاکت اور موقع کی ضرورت کے لحاظ سے دوسرے ائمہ کے اقوال پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ امام مالکؒ کے قول کے علاوہ متعدد صحابہ کے عمل سے بھی اسپر عمل کرنا ثابت ہے۔"

(منقول از سچ نمبر ۵ ۱۹۲۵ء)

مزید تصریح

یہ وہ تحریر ہے، جو مولانا عبد الرحمن صاحب منصور نے پچھلے سال بقر عید کے موقع پر ان صفحات میں شایع کی تھی۔ آج اس مسئلہ کے بتانے اور سمجھانے کی ضرورت، پچھلے سال سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ مولانا نے جو کچھ لکھا ہے، وہ بالکل درست ہے۔ صرف اتنا کہہ دینا اور ضروری ہے، کہ سارے گھر کی طرف سے ایک بکری کی قربانی جائز ہونے کا فتوے صرف امام مالکؒ ہی کا نہیں، بلکہ احادیث و آثار صحیحہ کی بنا پر عہد رسالت میں صحابہ کرامؓ کا عام طرز عمل بھی یہی تھا، کہ ایک بکری میں پورا گھر شریک ہو جاتا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی جو روایت خفیف لفظی تغیر کے ساتھ، سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی، موطا وغیرہ متعدد کتب حدیث میں آتی ہے، اسکا خلاصہ یہ ہے، کہ رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک میں ایک شخص ایک بکری خود اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ذبح کرتا تھا، اُس میں سے لوگ کھاتے، اور کھلاتے، رفتہ رفتہ قربانی بھی فخر و نمائش کی چیز بن گئی۔ امام ترمذیؒ نے حدیث کو نقل کرکے اسے صحیح و حسن لکھا ہے۔ عام فقہاے حنفیہ جو بکری کی قربانی میں شرکت

كان الرجل في عهد النبي صلعم يضحي بالشاة عنه وعن اهل بيته فيأكلون ويطعمون ثم تباهى الناس فصار كما ترى (جامع ترمذی، ابواب الاضحیة) و (سنن ابن ماجه، ابواب الضحايا)
كنا نضحي بالشاة الواحدة يذبحها الرجل عنه وعن اهل بيته ثم تباهى الناس بعد ذلك فصارت مباهاة (موطا، امام محمد)

کے قائل نہیں، وہ بھی اس حدیث کی صحت سے انکار نہیں کرتے۔ چنانچہ خود امام محمدؒ اسکو اپنی موطا میں نقل فرماتے ہیں، البتہ انکا فرمانا یہ ہے کہ اُسوقت لوگ محتاج تھے، اس لیے ایک شخص ایک بکری اپنی طرف سے ذبح کرتا تھا اور اُسے خود کھاتا اور گھر والوں کو کھلاتا۔ لیکن کسی شخص کا ایک بکری دو یا تین شخصوں کی طرف سے ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ ایک بکری صرف ایک ہی شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے، اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے فقہاے حنفیہ کا ہے۔

قال محمد كان الرجل يكون محتاجا فيذبح الشاة الواحدة يضحي بها عن نفسه فيأكل ويطعم اهله فاما شاة واحدة يذبح عن اثنين او ثلاثة اضحية فهذه لا تجزي ولا يجوز شاة الا عن الواحد وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا.

لیکن جیسا کہ خود موطا ہی کے بعض شارحین نے لکھ دیا ہے، احادیث میں فقر و محتاجی کا کہیں ذکر نہیں۔ اور حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں حدیث کی بنا پر، ایک بکری میں گھر بھر کی شرکت کو جائز لکھا ہے۔ "م م"

دین کے خدمتگذاروں کی ایک خاموش جماعت

یہ زمانہ شور و شغب اشتہار و نمایش کا زمانہ ہے۔ ہر فرد و جماعت اپنی نمایش میں مشغول ہے۔ اور یہ بلا اُن جماعتوں تک بھی پھیل گئی ہے، جو خدمت دین کا مقصد لیکر پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن ہر کلیہ میں استثنا بھی ہوا کرتا ہے۔ اور قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ کی انجمن تبلیغ الاسلام اس کلیہ میں استثنا کی بہترین مثال ہے۔ "تبلیغ" کا چرچا آج ہر زبان اور ہر قلم پر ہے، لیکن ان اشتہاری کوششوں کا نتیجہ جو کچھ نکل رہا ہے، وہ بھی سب پر روشن ہے

آتشیں شکر آلود کس زاں نہ خورد!

اودھ کے ایک گوشہ کی ایک گمنام انجمن، اس دور ہنگامہ پروری میں بھی نہایت سکون، سنجیدگی، و خاموشی کے ساتھ اسلام کا پیام پھیلانے میں لگی ہوئی ہے۔ اب تک اس انجمن کی جانب سے عام فہم اردو و ہندی میں اسلام کے متعلق بیسیوں چھوٹے چھوٹے رسالے شایع ہو چکے ہیں۔ اور دیہات کی غیر مسلم آبادی خصوصیت کے ساتھ ان رسالوں سے روشنی حاصل کر رہی ہے۔ سرور کائنات کی سوانح عمری ہندی زبان و ناگری خط میں، جو انجمن مذکور نے شایع کی ہے، اس قابل ہے، کہ اسکا ایک ایک نسخہ ہر غیر مسلم کے ہاتھ میں ہو۔ اللہ نے دین حق کی اشاعت کا طریقہ بتایا تھا کہ اس کی جانب "حکمت و موعظت حسنہ" کے ساتھ بلایا جائے۔ نہ کہ مجادلہ و دلآزاری کے راستہ سے۔ گمنام کی انجمن کا عمل اسی ہدایت کی مطابق ہے، اور اسی لیے اللہ اسکے کام میں برکت و کامیابی عطا کر رہا ہے۔ انجمن کے کارکن چند گمنام گوشہ نشین ہیں، جنھیں زمانہ حال کے مطابق اپنے کام کا اشتہار دینا نہیں آتا، اسلیے قدرۃً انکا سرمایہ بہت ہی محدود ہے۔ ملک کے عالی ہمت امرا، خصوصاً اسلامی ریاستیں، اگر اسکی جانب ہمت امداد بڑھائیں، تو یقیناً ایک مفید و اعلی خدمت اسلام میں شرکت کا اجر حاصل کریں گے۔ مطبوعات انجمن کے نشر و اشاعت کے دائرہ کا وسیع ہونا، اللہ اور اسکے رسول کے سچے پیام کی منادی ہونا ہے۔ غیر مسلم اگر دائرہ اسلام میں داخل نہ بھی ہوں، تو کم از کم اتنا تو بہرحال ہو جائے، کہ اسلام سے انھیں نفرت نہ باقی رہ جائے۔ اور یہ خدمت بھی اس دور فتن میں کچھ کم نہیں۔

قدرت کا کرشمہ

کلکتہ میں پچھلے دنوں جو ہندو مسلم فسادات پیش آئے، ان پر برطانوی پبلک نے جس قسم کے جذبات کا اظہار فرمایا، اُسکا اندازہ مارننگ پوسٹ کے الفاظ ذیل سے ہوگا:-

"شورش پسندوں کی جماعت قلیل ہو کچھ بھی لگے، واقعہ یہ ہے، کہ ہندوستان میں ہندو و مسلمانوں کا صلح کے ساتھ رہنا دشوار ہے، مسلمان، قرآن کے جس حکم کو سب سے زیادہ مانتے ہیں، وہ شرک سے نفرت ہے، اور ہندوؤں سے بڑھ کر مشرک اور کون ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہندو جس جانور کو دل سے مقدس سمجھتے ہیں، وہ گائے ہے، اور مسلمان گائے خور ہیں۔ عقائد کی اس جنگ کے ساتھ دونوں قوموں کا صلح و آشتی کے ساتھ بسر کرنا آسان نہیں"

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے، کہ یہ محض حکومت انگریزی کی برکت ہے، جو ہندوستان میں امن قائم ہے، اور اس قسم کے فسادات کے روکنے کا واحد علاج یہ ہے، کہ جنرل ڈائر نے پنجاب میں جو طرز عمل اختیار کیا تھا، اُسی قسم کا تشدد ہر جگہ حکومت کی جانب سے اختیار کیا جائے، کہ بغیر اس ظاہری تشدد کے مستقل امن قائم نہیں ہو سکتا۔

غریب ہندوستانیوں کے بارے میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے، اسکی تردید میں دم مارنے کی کسے مجال ہو سکتی ہے، لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھیے، کہ مارننگ پوسٹ کا مذکورہ بالا مضمون ابھی ہندوستان تک پہونچنے بھی نہیں پایا تھا، کہ خود انگلستان جنت نشان کی سرزمین پر، جنرل ڈائر اور سر اوڈوائر کے وطن کی خاک پاک پر، امن و سکون، صلح و آشتی، شکر و چین کی جنت ارضی پر، قیامت برپا ہو گئی، اور تہذیب و تمدن کی ان تمام برکتوں کی "ناقدری" و بے وقعتی کرکے خود وہیں کی گوری رعایا، لاکھوں کی تعداد میں، اپنی گوری سرکار کی نافرمانی و بغاوت پر آمادہ ہو گئی! لاکھوں انسانی ہستیوں نے یک بیک "ترک موالات" کی ٹھان کے کام چھوڑ دیا، اور بقول وزیر اعظم، اپنی ایک "متوازی حکومت" قائم کر لی۔ انگلستان کی مہذب و متمدن زندگی کا ایک ایک پرزہ کوئلہ کا محتاج رہتا ہے۔ کوئلہ کی کانوں کے دس لاکھ مزدوروں نے ایک دم سے کام چھوڑ دیا۔ ریلیں رک گئیں، جہازات کی نقل و حرکت بند ہو گئی، کارخانے ٹوٹنے لگے، ملک کے نظام میں ابتری پڑ گئی، اخبارات چھپنا بند ہو گئے، ہنگامے و فسادات جابجا ہونے لگے، پولیس ہر جگہ دھاوے کرنے لگی، بہت سی گرفتاریاں ہوئیں، بہت سے لوگ زخمی ہوئے، سارے ملک میں کھلبلی پڑ گئی، اور یہ کیفیت دو چار گھنٹے نہیں، پورے دو ہفتے برپا رہی! جاہل و وحشی ہندوستان کے کسی گوشہ میں نہیں، مہذب و تہذیب آموز انگلستان کے مرکز تہذیب شہر لندن اور اُسکے مضافات میں! اور پھر مقابلہ کی بنیاد کوئی مذہبی مخالفت نہیں، کوئی قومی مخالفت نہیں، کوئی نسلی مخالفت نہیں، بلکہ دونوں فریق، ایک ہی مذہب، ایک ہی قوم، ایک ہی نسل کے نام لیوا، ۳۰ لاکھ افراد ۴ کروڑ پر غالب نہیں آسکتے تھے، نتیجہ میں بالآخر گورنمنٹ ہی کو فتح رہی۔ لیکن اس وقت، ملکی بجٹ سے ملکے تخمینے کے بموجب ۲۵ کروڑ روپیہ کا نقصان ہو لیا! خود مارننگ پوسٹ کا دفتر بھی ہنگامہ کے اثرات سے محفوظ نہ رہا۔ لیکن اس موقع پر جنرل ڈائر اور سر اوڈوائر کا بتایا ہوا مجرب "گولیوں" کی آزمائش کی سفارش مارننگ پوسٹ نے فرمائی! کیا اسکے تجربہ کے لیے صرف ہم غلاموں ہی کی جانیں مخصوص ہیں؟

میری نگاہ شوق پہ اس درجہ خفگیاں
اور اپنی چشم شوخ کو مطلق سزا نہیں!

"م"

کچھ مشکل نہیں

کہ سچ کا ہر خریدار کم از کم دو نئے خریدار بہم پہونچاوے۔ آپ کی تھوڑی سی توجہ سے یہ ہو سکتا ہے، اور پرچہ کی آیندہ زندگی خطرہ سے صرف اُسی وقت باہر آسکتی ہے۔

مہتمم

خودی یا خدا؟

(۱)

میں جس وقت آگے بڑھوں میری پیروی کرو،
جس وقت پیچھے ہٹوں، مجھے ختم کر دو۔
جس وقت مر جاؤں، میری موت کا بدلہ لو۔

(۲)

تم اگر سیدھی راہ پر چلوں، میرا ساتھ دو۔
اگر ٹیڑھی راہ چلوں، مجھے ٹھیک کر دو۔
میرا حکم اگر جنگ میں خدا و رسول کی اطاعت ہو،
میرا حکم چھوڑ دو جبکہ میں خدا و رسول سے الگ جا رہا ہوں"

پہلا کلام، اس شخص کی ایک تازہ تقریر کا اقتباس ہے، جو بیسویں صدی عیسوی کی مہذب دنیا کی ایک مہذب قوم کا نامور و پُرقوت سردار ہے، اور جسکے نام کی ہیبت آج ساری مہذب دنیا پر چھائی ہوئی ہے، یعنی اٹلی کا مشہور جنرل مسولینی! (دیکھیے [illegible])

پہلا سبق

(از عبد الماجد)

سچائی کی راہ میں چھوٹی بڑی سخت سخت آزمائشیں پیش آتی رہتی ہیں، ان میں شاید سب سے کڑی آزمائش وہ ہے، جو بیوی بچوں، اہل وعیال، خاندان وکنبہ کے راستے سے ڈالی جاتی ہے۔ جری انسان اپنی ذات کے لیے سخت سے سخت تکلیف جھیل لیتا ہے، بڑی سے بڑی مصیبت سہ لیتا ہے، لیکن جہاں پیاری بیوی اور پیارے بچوں کا قدم درمیان میں آیا، جنوں کے پیر پھسل جاتے ہیں، اکثروں کی ہمت جواب دے دیتی ہے اور خدا معلوم کتنے اپنی ہار مان بیٹھتے ہیں۔ زندگی کا جو کھلا ہوا حصہ عام نظروں کے سامنے رہتا ہے، اس میں معمولی انسان بھی شہرت ونام وری ونیکنامی کے اثر سے، بعض اوقات بڑی ہمت دکھا جاتا ہے، لیکن زندگی کے اندرونی حصہ میں، جس پر کسی کی نظر نہیں پڑتی، پوری ہمت و دلیری کا ثبوت دینا، تاریخ کائنات کے شاذ ترین واقعات میں سے ہے۔

اسی کرۂ زمین پر، ایک زمانہ میں، ہمارا ہی جیسا خاکی انسان ایک اور بھی گزرا ہے، جس نے گمراہوں اور بھٹکے ہوؤں کے درمیان پیدا ہوکر، پرورش پاکر، راہ ہدایت پائی، اور پھر اسی راہ کی جانب سب کو بلانا شروع کیا۔ قوم دشمن، بادشاہ دشمن، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود باپ تک دشمن! توحید کی منادی کرنے والوں کو ہر قوم اور ہر زمانہ میں دشمنوں کے ہاتھ سے جو کچھ پیش آتا رہتا ہے، وہ سب اس کے حصہ میں بھی آیا، یہاں تک کہ اسے دہکتے ہوئے انگاروں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کے درمیان جھونک دیا گیا۔ لیکن قدرت کاملہ کی نیرنگیاں اس آگ کو گلزار بنا کر رہیں۔ پہلے زندگی کے ان سارے امتحانات سے گزرنے کے بعد، اس امتحان کی باری آئی، جو ان آزمائشوں سے زیادہ صبر آزما، زیادہ دشوار، اور زیادہ کٹھن تھا۔

ایک شب کو عالم رؤیا میں اشارہ ہوتا ہے، کہ اپنے لخت جگر نور عین کو ہماری راہ میں ذبح کردو۔ انسانی تمدن اس وقت تک اس منزل میں نہیں پہنچا تھا، کہ انسانی قربانی حرام ہوتی۔ صبح ہوتے ہی، رؤیا کی سرگزشت لڑکے سے بیان ہوتی ہے، اور جان نثار کرنے والا باپ خود پوچھتا ہے، کہ بیٹا، اب کیا کہتے ہو؟ قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری۔ بیٹا بھی کس باپ کا تھا، کس کا خون اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا، کس فضا میں اس نے پرورش پائی تھی، وہ جانتا تھا، کہ باپ کے گفتگو اشارات کیا معنی رکھتے ہیں۔ واقف تھا، کہ لوح دل کے صاف و بے رنگ ہوجانے کے بعد، غیب کے نقش، عالم رؤیا میں کس آسانی کے ساتھ انسان کی طبیعت قبول کرلیتی ہے۔ بے جھجک ہوکر، دنیا کی ساری بہاروں کی طرف سے بے پروا ہوکر، کائنات مادی کی ساری لذتوں اور دلکشیوں سے بے نیازی برت کر، جواب دیتا ہے، کہ ابا جان، آپ کو جو حکم ملا ہے، بسم اللہ، اس کی تعمیل فرمائیے۔ پروردگار کے فضل وکرم سے مجھے امید ہے کہ میرے قدم کو لغزش نہ ہوگی، اور میں صبر کی راہ سے ڈگمگاؤں گا۔ قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔

کچھ یہ نہ تھا کہ باپ کی بہت سی اولادیں ہوں، جن سے دل لگا رہتا ہو، صرف یہی ایک اکلوتی اولاد تھی۔ سن ایسا نہ تھا کہ آئندہ کسی اور اولاد کی توقع ہوسکتی۔ وہ بات بھی نہ تھی، کہ اولاد کی طرف سے کوئی قلبی بے اتفاقی ہو۔ تمناؤں، آرزوؤں، دعاؤں، التجاؤں کے بعد خدمت دین کے لیے ایک خوشخو فرزند کی بشارت بڑھاپے میں ہوئی تھی، اور اس کے بعد کہیں جاکر گھر میں ایک چاند کی صورت نظر آئی تھی۔ رب ہب لی من الصالحین۔ فبشرناہ بغلام حلیم۔ توریت (کتاب پیدائش) کی روایت ہے کہ یہ اولاد چھیاسی سال کی عمر میں عطا ہوئی تھی۔ اس سن پر جس کسی کا ایک اکلوتا لڑکا ہو، اور اس لڑکے سے خدمات دین کی توقع ہو، اسی فرزند دلبند کے لیے باپ کو یہ حکم ہو، کہ اسے پیدا ہوتے ہی نہیں، بلکہ جب وہ پل کر، اچھا ہوشیار ہولے، جب ہر کام میں باپ کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہوجائے، جب رشد وہونہاری کے آثار دیکھ دیکھ کر باپ کا دل باغ باغ ہونے لگے، جب علاوہ فطری محبت کے، تربیت اور رفاقت کی بناء پر بھی دل کا تعلق خوب مضبوط اور پختہ ہولے۔ فلما بلغ معہ السعی[1]، اس وقت یہ حکم پہنچتا ہے، کہ کلیجے کے اس ٹکڑے کو، آنکھوں کی اس ٹھنڈک کو، گلاب کے اس نازک وشاداب پھول کو، بلا وجہ، بے قصور ہلاک کر ڈالو! کون انسانی قلب ہے، جو آج ہزاروں سال کے بعد محض اس قصہ کو سن کر تھرتھرا نہیں اٹھتا!

بچپن اور نوعمری میں زندگی، تلخیوں سے ناآشنا ہوتی ہے، بیٹے کی ہوس قدرۃً ہر دل میں ہوتی ہے۔ لیکن بیٹا معمولی انسانوں کا بیٹا نہ تھا، اللہ کے دوست کا بیٹا تھا، توحید کی منادی کرنے والے کا نور نظر تھا، جان دینے پر آمادہ ہوگیا۔ باپ کا دل، صبر وتوکل کی اس صحیح تصویر، رضا وتسلیم کی اس مجسم تفسیر کو دیکھ کر نہال ہوگیا۔ کوئی پبلک جلسہ نہیں، جو تماشائیوں کی داد دل بڑھانے کے لیے ہو۔ کوئی میدان مناظرہ نہیں، جو شہرت ونام وری کا خیال بہت بندھ جائے، ذبح کے علم کا جاننے والا اور سننے والا کوئی دوسرا موجود نہیں، جو تعمیل نہ کرنے کی صورت میں بدنامی کا خوف ہو۔ معاملہ صرف بندہ اور پروردگار کے درمیان کا ہے۔ اس عالم میں، ایک طرف شفیق باپ ہے، اور دوسری طرف سعادتمند فرزند، دونوں ایک ہی جذبہ تسلیم ورضا سے سرشار، ایک ہی ذوق تعمیل سے بے قرار۔ فلما اسلما۔ نازبردار باپ، کلیجہ کو پتھر کا بنا کر ذبح کے لیے پیشانی کے بل اپنے نور نظر کو لٹا دیتا ہے، وتلہ للجبین۔

یہ سارا منظر دیکھ کر عالم بالا میں تلملہ پڑ جاتا ہے، اور نور کے بنے فرشتے ایک بار پھر اس حقیقت کی تصدیق پر مجبور ہوتے ہیں، کہ امانت الٰہی، وخلافت ربانی کے بار اٹھانے کی قوت اگر کسی میں ہے، تو وہ خاک کے پتلے ہی کے جسم زار وناتواں میں ہے۔ معاً غیب سے بشارت ہوتی ہے، کہ اے ابراہیم، تم سچے نکلے، تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا، [illegible]

۱؎ فلما بلغ الغلام الذی بشر بہ ابراہیم [illegible] ابن جریر عن ابن عباس [illegible] [illegible]

۲؎ (بغوی)

کشتی اشارہ، یا کر عالم ناسوت کی بڑی سی بڑی قربانی پیش کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ اب اس ارادہ کو عمل میں لانے کی ضرورت نہیں، محض تمہارے عزم و خلوص، تمہارے صبر و استقلال، تمہارے ہمت و ایثار کی آزمائش منظور تھی، سو تم پورے نکلے، اب خزانۂ غیب سے تمہارے لیے انعامات ہیں، اور بخششیں، معافیاں ہیں اور مہربانیاں، اصلاحات ہیں اور عطایا۔ اور یہ لطف و نوازش تنہا تمہارے ساتھ مخصوص نہیں، یہ عام سنت الٰہی ہے، جو کوئی بھی اپنی طرف سے خلوص و رضا کا ثبوت دیگا وہ ایسے ہی داد و عطا کا سزاوار ہوگا۔ — وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا، انا كذلك نجزي المحسنين ان هذا لهو البلاء المبين۔

خزانۂ غیب میں انعامات کی کمی نہیں۔ مبارک باپ اور مبارک بیٹے کو اور جو کچھ انعامات ملے ہوں یا آیندہ ملیں، اُن کا علم تو عالم الغیب ہی کو ہو سکتا ہے، البتہ اتنا تو ہر ظاہر بین کو نظر آ رہا ہے، کہ ہزارہا سال سے اس واقعہ کی یادگار روئے زمین پر قائم ہے، اور دنیا کے ہر گوشہ میں، جہاں خدائے عزیز و برحق کے چند ماننے والے بھی موجود ہیں، ہر سال یہ رسم اہتمام کے ساتھ ادا کی جا رہی ہے۔ یہ محض ایک ظاہری پہلو تھا، ورنہ جس فدیہ کو پروردگار عالم خود ہی "بڑا بدلہ" فرمائے، اُسکی عظمت و شوکت کا اندازہ کون کر سکتا ہے، اُسکی بڑائی کی تھاہ کون انسانی دماغ پا سکتا ہے۔ وفديناه بذبح عظيم۔ — اس عبد مومن کی شہرت و محبت قیامت تک باقی رہیگی۔ آیندہ نسلیں اپنی رحمتیں اور سلامتیاں بھیجنا اپنا فرض سمجھیں گی، اور یہ سب کچھ محض فطرت کے اس قانون کے مطابق ہوگا، کہ نیکی کی جزا ایسی ہی نیک دی جاتی ہے۔ — وتركنا عليه في الآخرين، سلام على ابراهيم كذلك نجزي المحسنين۔

اللہ کے اس بڑے فرماں بردار بندہ، پروردگار عالم کے اس دوست کا قول یہ تھا، کہ میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہے، اور عمل یہ تھا، کہ اپنی عزت، اپنی جان، اپنی اولاد، ہر شے قربانی کے لیے پیش کر دی۔ اللہ آج بھی وہی ہے، اس کی کرسی آج بھی برقرار ہے، اُسکی داد و بخشش میں آج بھی ایک ذرہ کمی نہیں، اُسکا خزانۂ غیب آج بھی جوں کا توں موجود ہے، لیکن آج کوئی ابراہیم بھی ہے؟ جان و فرزند کا قربان کرنا الگ رہا، اپنی کسی معمولی سی معمولی راحت کو بھی اسلام پر قربان کرنے کا جذبہ آج کسی میں زندہ ہے؟ ابراہیم خلیل اللہ کی زندگی کا یہی پہلا سبق ہے، ایمان کی کتاب کا یہی پہلا سبق ہے، اسلام کے مدرسہ کا یہی پہلا سبق ہے۔ ہے کوئی جو اس پہلے سبق کو بھی قبول کرے؟

"غیر قضا" اور "پیر قضا"

انگلستان کی ایک عدالت میں ایک شوہر کی طرف سے دعوے دائر ہوا، کہ انکی لیڈی صاحبہ نے اپنی نگاہ لطف کا مرکز بجائے اُنکے، اُنکے کسی رقیب کو بنا لیا ہے۔ عدالت نے ثبوت گذر جانے کے بعد، دعوے کو تسلیم کر لیا، طلاق دلا دی، اور اُن رقیب صاحب کو حکم دیا، کہ شوہر کو جو اذیت پہونچی ہے، اُس زخم کے مرہم کے لیے تین ہزار پونڈ کی رقم تاوان ادا کریں۔ آخر مئی کی ایک عدالت میں ایک لیڈی صاحبہ کی طرف سے دعوے دائر ہوا، کہ شوہر کی نگاہیں اُنکی طرف سے ہٹ کر ایک دوسری خاتون پر پڑنے لگی ہیں۔ عدالت نے اس دعوے کو بھی قبول کر لیا۔ اور ان شوہر صاحب کو حکم دیا، کہ وہ لیڈی صاحبہ کے دل دکھانے کا معاوضہ چالیس ہزار پونڈ کی رقم پیش کرے کریں۔

ان واقعات پر انگلستان کے اخبارات میں ایک اچھی خاصی سنجیدہ بحث چھڑ گئی ہے، کہ آخر ایک ہی جرم کے دو مجرموں کے ساتھ سزا میں اس قدر فرق کیوں ہے؟ چنانچہ لندن کے روزنامہ ڈیلی کرانکل کے ایک مراسلہ نگار سنجیدگی کے ساتھ، تین ہزار اور چالیس ہزار کے فرق عظیم کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہیں، اور ایک فلسفیانہ نکتہ سنجی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں، کہ شوہر اور بیوی کی مساویانہ حیثیت پر کتنا ہی زور دیا جائے، دونوں کے مساوی حقوق کی کیسی ہی منادی کی جائے، لیکن عملی زندگی میں گویا دونوں قوموں نے شوہر کی اقتصادی برتری کو تسلیم کر لیا، اور گویا اقرار کر لیا کہ مالی پہلو سے، شوہر کی قیمت بہت زیادہ ہے! غریب مشرقی، جسے اپنی کم عقلی و جہالت کی بنا پر عزت و شرافت، عصمت و عفت، ابتک تمام اقتصادی و معاشی مسائل سے زیادہ عزیز ہے، ان قانونی نکتہ سنجیوں اور فلسفیانہ موشگافیوں کی داد کہاں سے دے سکتا ہے۔ فرق کے وجوہ و اسباب، اسرار و علل پر غور کرنا الگ رہا، اسے تو سرے سے فرق ہی نظر نہیں آتا، اور اگر آ بھی جائے، تو ایسا دقیق و نازک جو استاد ذوق کے وقت سے آج تک حل نہیں ہو سکا ہے

نگہ جو یار مژہ ہو، ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
اسے تیر قضا، اُسکو پیر تیر قضا سمجھے

"م"

تعطیل

سہ شنبہ کو بقرعید ہے۔ تین روز برابر دفتر میں تعطیل رہے گی۔ اس لیے ۱۲-ذوالحجہ (۲۵ جون) کا پرچہ شایع نہ ہو سکے گا۔

ناظرین کرام انتظار نہ فرمائیں

مہتمم

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۲)

دوسرے کالم میں، اس اللہ کے بندہ کے خطبہ خلافت کا اقتباس ہے، جو پہلی صدی ہجری میں، عرب کے ایک مشہور آئی کا ایک مشہور خادم گذرا ہے، یعنی ابوبکر صدیق!

کیا دونوں کے درمیان فرق کے واضح کرنے کے لیے کسی تشریح کی ضرورت ہے؟ عزت و عظمت، ملوکیت و عبدیت، خودی اور رضا، دونوں کی راہیں آپ کے سامنے کھلی ہوئی ہیں، اور آپ کو پورا اختیار ہے، کہ جس راستہ کو چاہیں، اپنے لیے انتخاب کر لیں۔

"م"

له عن قتادة، ذلك اثنى الله عليه وتشاء الحسن في الآخرين (ابن جرير) تركنا له في الآخرين ثناء حسنا (بغوي)

نئی کتابیں

(۱) انتخاب صحاح ستہ

مرتبہ مولوی نیاز علی صاحب - ضخامت ۳۰۰ + ۱۰ صفحے - تقطیع ۲۰ + ۲۶

قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ :- دار الکتب اسلامیہ - برانڈرتھ روڈ - لاہور -

سرور کائنات صلعم کی ذات مبارک عجیب وغریب کمالات کا مجموعہ تھی - آج آپ کے جو اقوال عام طور پر دفتری محفلوں اور کتابوں کے اوراق میں نقل کیے جاتے ہیں ، اُن سے یہ پتہ نہیں چلنے پاتا ، کہ دنیا کی سب سے زیادہ دلچسپ و دلکش ، پیاری اور موہنی ، شخصیت بھی آپ ہی کی گذری ہے ، اور یہ وجود اقدس نہ صرف اپنی امت کے لیے ، بلکہ ساری مخلوق کیلیے صلح و نرمی ، محبت و رافت ، دوستی و ہمدردی کے سیکھنے کیلیے بہترین سبق چھوڑ گیا ہے - اسکی ضرورت اور شدید ضرورت تھی ، کہ اُردو میں حضور کے اقوال مبارک کا وہ حصہ یکجا کر دیا جائے ، جسکا تعلق عام نسل انسانی سے ہے ، اور جسکی روشنی میں ہر مذہب وملت کے پیرو اپنی اپنی زندگیوں کو شیریں و خوشگوار بنا سکتے ہیں - اول اول میں اس خدمت کی سعادت مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس ، پنجاب ، کے نصیب میں آچکی تھی - آپ نے پیش نظر مجموعہ میں تقریباً آٹھ سو حدیثیں ، فن حدیث کی سب سے زیادہ معتبر کتابوں سے انتخاب کر کے ، سلیس ، شستہ و دلچسپ زبان میں یکجا کر دی ہیں ، اور آخر کتاب میں ان کا اصل متن بھی عربی میں دیدیا ہے - حسن معاملت ، حسن معاشرت ، عدالت ، قضاء ، وغیرہ سے متعلق مضمون کے بیسیوں عنوانات قائم کر کے ہر عنوان کے مناسب حدیثیں فلمبند کر دی ہیں - ماں باپ کی خدمت ، یتیموں کی خبرگیری ، ہمسایہ کے حقوق ، عدل کا ثمرہ ، پردہ پوشی ، مجلس کے آداب ، صبر کی فضیلتیں ، بیوہ اور مسکین کی مدد ، تجارت میں دیانت ، بے انصاف حاکم کی سزا ، یہ اور اس قسم کے خدا معلوم کتنے ، اخلاقی و معاشرتی مضامین سے متعلق فاضل مرتب نے کوئی حدیث ضرور تلاش کر لی ہے - انکی تلاش ، کوشش و کاوش مبارکباد کے قابل ہے - شروع میں ۲۲ صفحہ کا دیباچہ ، جس میں سیرت مبارک ، قرآن کریم کے جمع و ترتیب ، حدیث کی تدوین ، اور محدثین کے کارناموں پر ایک عام فہم ، پر مغز و دلچسپ تبصرہ ہے - مسلم و غیر مسلم دونوں میں سے جو کوئی بھی اس پیاری شخصیت سے متعلق صحیح واقفیت پیدا کرنا چاہتا ہے ، اس مجموعہ کو یقیناً مفید پائیگا - البتہ مرتب صاحب سے بھی اتنی گذارش کر دینی ہے ، کہ کتاب بھر میں کہیں ایک آدھ شعر آجاتا تو مضائقہ نہ تھا ، لیکن اس کثرت سے اشعار اور بعض بہت ہی معمولی اشعار کو بار بار کرنے کی ضرورت مطلق نہ تھی ، آپ کتاب کی طبع آیندہ کے وقت ضرور ایک بار پھر غور فرمالیں - شروع کتاب میں واقعہ معراج کی تاریخ قطعی طور پر ۲۷ - رجب لکھ دی گئی ہے - اس روایت کی تحقیق ممکن ہے مولف صاحب نے کر لی ہو - کتاب ظاہری حیثیت سے بھی خوشنما و دیدہ زیب ہے - ان معنوی و ظاہری خوبیوں کے ساتھ ہدیہ بھی بہت ہی ارزاں ہے -

(۲) مآثر صدیقی یا سیرت والاجاہی

جلد اول و دوم و سوم و چہارم - مجموعی ضخامت تقریباً ۱۰۰۰ صفحے - مولفہ شمس العلماء نواب علی حسن خاں صاحب (مرحوم) ناظم ندوۃ العلماء ، لکھنؤ - ملنے کا پتہ :- سید کلیم احمد ندوی ، لال باغ ، لکھنؤ - قیمت درج نہیں -

علامۂ وقت نواب صدیق حسن خاںؒ ، والاجاہ ، کی ذات اس دور آخر میں فرد تھی - ضرورت تھی ، کہ قوم کے ہاتھوں میں انکی ایک جامع و مبسوط سوانح عمری ہوتی ، جس میں انکی زندگی کی مکمل تصویر آجاتی ، اور جو ان قومی و علمی و دینی خدمات انھوں نے انجام دی ہیں ، اُن پر مفصل تبصرہ ہوتا - بحمد اللہ اس ضرورت کو ایک حد تک اُنکے فرزند رشید نواب علی حسن خاں بہادر نے پورا کر دیا - ان مجلدات کے مطالعہ سے ، محض اتنا ہی نہیں ہوتا ، کہ ایک بڑے عالم دین اور ایک بڑی ریاست کے اعلیٰ منتظم کے کارناموں کی تفصیل پیش نظر ہو جاتی ہے ، بلکہ پچھلی صدی میں ہندوستان اور دنیائے اسلام میں اصلاح بدعات و تجدید دین کی جو جو تحریکیں اُٹھیں ، اور جس طرح انگریزی حکومت نے انھیں توڑا ہے ، اسکی جھلک بھی ان صفحات میں کسی حد تک نظر آجاتی ہے - جلد سوم و جلد چہارم اس لحاظ سے خاص طور پر قابل دید ہیں - زبان سلیس و شگفتہ ، طرز بیان دلکش - کاغذ ، طباعت وغیرہ قابل اطمینان - امید ہے کہ ہر پڑھنے والا اس سے لطف ونفع دونوں حاصل کریگا -

(۳) حقیقۃ التناسخ

مولفہ محمد عبد الوہاب - ضخامت ۱۲۰ صفحے - قیمت ۸؍ ملنے کا پتہ : مولف صاحب آرائش بلدہ ، باغ سلم جنگ ، لنگر ہاؤس ، حیدرآباد دکن -

مولف کا دعویٰ ہے ، کہ تناسخ ، رواج عقیدہ اسلامی کے منافی نہیں بلکہ عین تعلیم اسلام ہے ، اور قرآن ، حدیث ، و اقوال صوفیہ سب سے اسکی تائید ہوتی ہے - لیکن افسوس ہے کہ اپنی تائید میں انھوں نے عقلی و نقلی دونوں قسم کی جو دلیلیں پیش کی ہیں ، اُن سے انکے دعوے کو کچھ بھی قوت نہیں پہنچتی - آیات قرآنی و احادیث ، جو انھوں نے نقل فرمائی ہیں ، تقریباً سب ایسی ہیں ، جن کا اس بحث سے مطلق تعلق نہیں - علی ہذا مولانا روم کے جو اشعار انھوں نے بکثرت نقل کیے ہیں ، وہ بھی غیر متعلق ہیں - رسالہ کے مختلف صفحات میں جس وثوق و قطعیت کے ساتھ انھوں نے مختلف دانایان فرنگ ، مثلاً کینٹ ، ہیوم ، لاک ، ایکزیمہ ، اور آج کل کے لوگوں میں ہاکسلے وغیرہ کے نام اپنے گواہوں کی فہرست میں پیش کر دیے ہیں ، اس سے قدرۃً بلحاظ یہ ہوتی ہے ، کہ شاید ان فلسفیوں کے اصل مسلک سے واقف ہونے کا جناب مولف صاحب کو موقع نہیں ملا - مولف صاحب کی خوش عقیدگی ، مغربی سائنس کے ساتھ ، قابل رشک ہے :-

"سائنس ایسی چیز ہے جو ہر علم کو کسوٹی پر پرکھ لیتی ہے ، جسکے دعوے ناقابل تردید ہیں"

"وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا"

"سائنس علم قطعی و یقینی کا نام ہے"

"ہم کو کلام اللہ کے معنی میں سائنس اور نیز دوسرے علوم اور معقولات سے بھی مدد لینی چاہیے ، اگر وقت کلام اللہ کے معنی صحیح ہو سکتے ہیں"

یہ وہ دعوے ہیں ، جو سائنس کے بڑے سے بڑے ماہرین بھی آجتک شاید پیش نہیں کر سکے ہیں - کتاب کی ظاہری شکل بھی معمولی ہے - قیمت دو روپیہ گراں ہے -

(۴) باطل شکن

مولفہ قاری شاہ محمد جعفر صاحب پھلواروی ندوی -

ضخامت ۱۰۰ صفحے - ۱۸×۲۲ ۲۰ غالباً خود مولف صاحب کے پاس سے پھلواری ضلع پٹنہ کے پتے سے مل سکے - قیمت ۸ر

استمداد، سماع موتیٰ، زیارت قبور، بناء علی القبور، وغیرہ وہ چند مسائل ہیں، جن پر گروہ اہل سنت میں عرصے سے گرما گرم بحث چلی آرہی ہے حالانکہ اکثر صورتوں میں انکی بنیاد محض نزاع لفظی پر ہوتی ہے۔ پیش نظر رسالہ میں اُن خیالات کی حمایت و ترجمانی کی گئی ہے، جو آج کل کے مشائخ و اہل تصوف کے ساتھ مخصوص سمجھے جاتے ہیں۔ امر حق، اکثر اس قسم کے مناظروں میں افراط و تفریط کی کشمکش میں گم ہو جاتا ہے - یہی صورت اس رسالہ کی بھی ہے۔ سماع موتیٰ پر جناب مولف نے جو کچھ لکھا ہے بڑی حد تک معقول و قابل قبول ہے۔ لیکن بناء علی القبور پر گفتگو فرماتے ہیں انھوں نے اہل تحقیقات کو شاید بالکل ہی نظر انداز فرما دیا ہے - اسی طرح "شعائر اللہ" کی بحث میں انھوں نے سارا زور اسی پر صرف فرمایا ہے، کہ شعائر اللہ کی تعظیم و احترام واجب ہے، حالانکہ اسکے وجوب سے کسی مسلمان کو بھی انکار نہیں ہو سکتا، گفتگو صرف اس امر میں ہے، کہ جن چیزوں کو ایک فریق کے اکابر "شعائر اللہ" سے موسوم کرتے ہیں، وہ فقہ بھی کتاب اللہ و سنت رسولؐ سے انکی سند ملتی ہے یا نہیں -

عموماً اس قسم کے رسالوں کا لب و لہجہ نہایت تلخ و دل آزار ہوتا ہے۔ یہ رسالہ بھی اس کمزوری سے پاک نہیں، گو غنیمۃً بہت غنیمت ہے۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا نام جس انداز سے لیا گیا ہے، کیا حرج تھا، اگر اسی لہجہ میں شیخ ابن تیمیہؒ، حافظ ابن قیمؒ، شیخ محمد بن عبدالوہاب، سید رشید رضا اور انکے ہندوستانی و پنجابی متبعین کے نام بھی لیے گئے ہوتے - اس سے تو صاحب کے استدلال میں یقیناً کوئی ضعف نہ پیدا ہوتا - البتہ پڑھنے والوں پر متانت و معقولیت کا اثر زیادہ پڑتا - اکابر صوفیہ نے شدید ترین دشمنوں کے ساتھ محبت و شیریں زبانی برتی ہے، چہ جائیکہ مسلمانوں ہی سے بعض جزئیات میں اختلاف کے موقع پر!

شنیدم کہ مردان راہ خدا　　دل دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام　　کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

رسالہ حرمت سود پر سچ نمبر ۱ میں جو ریویو نکلا تھا، اسکے متعلق سید حفیظ الدین صاحب خیرآبادی ایک مراسلہ میں تحریر فرماتے ہیں، کہ سچ کے تبصرہ میں مصنف کے بے محل فضائل گورنمنٹ بیان کرنے کا جو ذکر کیا گیا ہے، صحیح نہیں۔ مصنف کا مقصود طفیل احمد صاحب کے اس دعوے کا کہ ہندوستان دارالحرب ہے، بطلان تھا، نہ کہ ذکر فضائل گورنمنٹ "سچ" سید صاحب کی خواہش ہے کہ یہ تصحیح ناظرین تک پہنچا دی جائے۔

قربانی کی احتیاطیں

(از حضرت خواجہ سید حسن نظامی صاحب قبلہ)

بقرعید کے موقع پر مسلمانوں کو قربانی میں حسب ذیل باتوں کا پورا خیال رکھنا چاہیے :-

(۱) قربانی کا کوئی جانور آراستہ کرکے بطور جلوس کے عام راستوں پر نہ نکالا جائے۔

(۲) قربانی کے وقت یا اُس سے کچھ پہلے قربانی کے متعلق الفاظ کے ذریعہ یا اشارہ و کنایہ کے ذریعہ ایسی کوئی بات نہ ہونی چاہیے جس سے غیر مسلم قوموں کو اشتعال ہو۔ یا انکی دل آزاری ہو۔

(۳) قربانی خواہ کسی جانور کی ہو، ایسے مقام پر ہرگز نہ کرنی چاہیے جہاں غیر مسلم لوگوں کی نظر قربانی کے جانور پر جاتی ہو یا جا سکتی ہو۔

(۴) قربانی کا گوشت ایسے راستوں سے اور اس طریقے سے گھروں پر نہ لانا چاہیے جہاں غیر مسلم قوموں کی آبادی ہو یا غیر مسلم اقوام کی نظر گوشت پر پڑتی ہو۔

(۵) قربانی کے جانور اگر ایسے غیر مسلموں سے خریدے جائیں جو اس بات کو نہ جانتے ہوں کہ یہ جانور قربانی کے لیے خریدا جا رہا ہے، تو مناسب ہے کہ تنہائی میں آہستگی کے ساتھ فروخت کرنے والے کو آگاہ کر دیا جائے کہ یہ جانور کس کام کے لیے خریدا جا رہا ہے۔ تاکہ بعد میں جانور فروخت کرنے والے غیر مسلم کو یہ کہہ کر فساد کرنے کا موقع نہ ملے کہ مجھے خبر نہ تھی کہ یہ جانور قربانی کے لیے لیا جا رہا ہے۔

(۶) اگر مذکورہ بالا احتیاطوں کے باوجود غیر مسلم اقوام کی طرف سے زیادتی اور اشتعال کی کارروائی ہو تب بھی حتی الامکان فساد کو ٹالنے کی کوشش کرنی چاہیے اور تھوڑی دیر کے لیے بھیڑ کے باپ کا بیٹا بن جانا چاہیے۔

(۷) اگر مذکورہ احتیاطوں کے بعد بھی اندیشہ ہو کہ مسلمانوں پر حملہ کیا جائے گا، تو پوری تحقیقات کے بعد کہ افواہیں غلط تو نہیں ہیں، مقامی حکام کو اطلاع دینی چاہیے۔ اور سب مسلمانوں کو ایک دوسرے کی امداد کے لیے ہمہ تن آمادہ و مستعد رہنا چاہیے۔ اور دشمن کی چاہے جتنی زیادہ طاقت ہو، ذرا بھی نہ ڈرنا چاہیے۔

حسن نظامی
درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلی

تعزیہ داری کے متعلق علما کے فتاوی چھپ گئے

جن اصحاب کے ٹکٹ وصول ہو چکے ہیں، انشاء اللہ اسی ہفتہ میں انکو فتوے بھیج دیے جائیں گے۔ دوسرے حضرات جو منگانا چاہتے ہوں، ۱ر کا ٹکٹ بھیجکر ایک ایک نسخہ منگا لیں۔ جو اصحاب تقسیم کی غرض سے زائد تعداد میں طلب فرمانا چاہیں وہ حسب ضرورت طلب فرمالیں۔ دس نسخوں کے لیے ۵ر اور بیس نسخوں کے لیے ۸ر کے ٹکٹ کافی ہونگے۔ درد مند اصحاب اگر اپنے اپنے مقام پر اس فتوے کو طبع کرا کے عام مسلمانوں میں شائع کریں تو عند اللہ ماجور ہونگے۔ اگر کوئی صاحب چاہیں تو طباعت کا انتظام یہاں سے بھی ممکن ہے۔

مہتمم سچ لکھنؤ

اردو میں!

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

اردو میں!!

تصوف

یادگار دستگیر۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مشہور تحفۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔ ۸ آنہ

الفیض الربانی و الفتح الرحمانی۔ حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جن کو سن کر ہزاروں لاکھوں مسلمان ہو گئے۔ قیمت ۔

مرصاد العباد۔ حضرت خواجہ نجم الدین کبری نے سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی۔ قیمت

سیر الاولیا۔ یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز۔ قیمت

اکسیر ہدایت۔ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت

عزیز القلوب۔ امام غزالی کی کتاب جس میں عبادات و اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان اور سب کتاب سنت درج ہے۔ قیمت

ہشت بہشت۔ یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جن کے مطالعہ سے نور ایمان حاصل ہوگا۔ قیمت

کشف المحجوب۔ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بداتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے۔ قیمت

مکتوبات مجدد الف ثانی۔ اسلام کی سچی و پاکیزہ تعلیم چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو۔ قیمت

مقاصد السالکین۔ تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے۔ قیمت

تصوف اسلام (از مولوی عبدالماجد صاحب بی اے) جس میں کبار اولیا کی تعلیمات پر تبصرہ کرکے اسلامی تصوف کا عطر کھینچا ہے۔ قیمت

نفحات الانس۔ مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیا جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے۔ قیمت

تذکرۃ الاولیا۔ شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعہ سے ہزاروں صاحبدل بنے۔ قیمت

حالات مشائخ نقشبندیہ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات۔ قیمت

تذکرہ اولیائے ہند۔ جس میں تمام سلسلوں کے بزرگان دین اولیاء کرام کے حالات و مقامات درج ہیں۔ قیمت

روضۃ القیومیہ (دو جلد) مجدد الف ثانی، حضرت عروۃ الوثقی، خواجہ محمد نقشبند ثانی و محمد زبیر اور ان کے خلفا کے حالات۔ قیمت

کتاب الشفا۔ قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہئیں۔ قیمت

تاریخ

تاریخ ابن خلدون۔ علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں۔ قیمت

مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۲ جلدوں میں الگ بھی ملتا ہے۔ قیمت

تاریخ اسلام۔ سید امیر علی صاحب نے سادہ عہد اسلامی کی تاریخ کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ قیمت

تاریخ الحرمین۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات اور خانہ کعبہ و مسجد نبوی کی قدیم و جدید تاریخ۔ قیمت

تاریخ عرب۔ ملک عرب کی جغرافیہ، تاریخ، عربی قوم کا تمدن، ان کی تعلیم، ان کی شان و شوکت، ترقیات و اختراعات۔ قیمت

حالات عراق عرب و عمان۔ وہ علاقے جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہیں اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں۔ قیمت

تاریخ ایران۔ ساسانیوں اور زردشتیوں کے قدیم ملک کی تاریخ جو صدیوں سے مسلمانوں کے زیر نگیں ہے۔ قیمت

تاریخ مصر۔ مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دار الخلافت تھا۔ قیمت

تاریخ مغرب۔ شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے۔ قیمت

تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ۔ شمالی افریقہ کی دو اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبدالکریم برسر جنگ ہیں۔ قیمت

مسلمانان اندلس۔ اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ اس کی اجمالی تاریخ ہے۔ قیمت

خلافت موحدین۔ شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات۔ قیمت

تاریخ ہندوستان (۱۰ جلد) عہد اسلامی کی مفصل تاریخ از شمس العلما مولوی ذکاء اللہ مرحوم۔ قیمت

نیرنگ افغان۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ۔ قیمت

حکومت اورنگ زیب۔ عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ مؤلفہ نواب مرزا یار جنگ سیف جنگ حیدرآباد دکن۔ قیمت

اخبار الاندلس۔ اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ضخیم جلدوں میں۔ قیمت

موحدین۔ اسپین کے مسلمانوں کے عروج کی دلچسپ تاریخ۔ قیمت

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی۔ لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ رسول کی قدیم تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے۔ قیمت

اسوہ حسنہ۔ سیرۃ رسول میں علامہ ابن قیم کی کتاب جس سے بہتر نہیں ہو سکتی ہے۔ قیمت

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب} مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف دربارہ سیرۃ رسول۔ قیمت

اسلام۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کی کتاب سیرۃ رسول جو بہت مقبول ہوئی۔ قیمت

سیرۃ النبی۔ مولانا شبلی کی مشہور تالیف۔ قیمت جلد اول ، جلد دوم ، جلد سوم ۔

رحمۃ للعالمین (دو جلد) قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی سیرۃ النبی جو بہت پسندیدہ و قابل دید ہے۔ قیمت

اسوہ صحابہ (دو جلد) صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق و معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا قابل دید مرقع۔ قیمت

سیر الصحابیات۔ ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور اکابر صحابیات کے سوانح اور مذہبی اخلاقی و علمی کارنامے۔ قیمت

سیرۃ خیر البشر	سیرۃ عثمان	امام مالک
سیرۃ ابوبکر	ذی النورین	جنید بغدادی
سیرۃ المصطفیٰ	ابو الحسنین	ذکر غوث پاک
سیرۃ الرسول	سیرۃ الحبیب	خواجہ معین الدین چشتی
تذکرۃ المصطفیٰ	سیرۃ عائشہ	الغزالی
تذکرۃ الحبیب	سیرۃ صدیقہ	سوانح مولانا روم
حضرت محمد صلعم	ازواج النبی	المامون
رسول عربی	امت کی مائیں	الفاروق
سیرۃ الانبیا	الزہرا	سلطان محمود غزنوی
خاتم النبیین	خاتون جنت	البرامکہ
و جنہیں سلم	بنات الرسول	سیرۃ عباس
ذکر مبارک	سیرۃ الحسین	حضرت زید
تذکرۃ الانبیا	ابو ایوب انصاری	صحابیات
ازواج الانبیا	سیرۃ بلال	البیرونی
سیرۃ الصدیق	سیف اللہ	سوانح احمدی
صدیق اکبر	خالد بن ولید	امام مسلم
ذی النورین	سیرۃ عمر بن عبدالعزیز	ابن رشد
الفاروق	سیرۃ النعمان	حیات سعدی
سیرۃ الفاروق	سیرۃ الشافعی	شمس تبریز

(مدیر و مہتمم عبدالماجد اسحاق علی علوی پرنٹر و پبلشر نے الناظر پریس واقع ۵۳ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا)